السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سونے کا صحیح نصاب کیا ہے؟ سننے میں آیا ہے کہ مرحوم عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ نے 120 روپیہ کا نصاب مقرر کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سونے کے نصاب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ اس کا نصاب 20 دینار یا 20 مثقال ہے باقی جو مرحوم عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ نے جو 120 روپیہ جتنے سونے کو نصاب ٹھہرایا ہے اس کی دلیل ہمیں نہیں مل سکی ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ نصاب کس بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ ہمارے لکھے ہوئے نصاب پر یہ دلائل ہیں۔

(1) : ......امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سنن کبری میں یہ حدیث لائے ہیں :

((عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال ہاتوا الی ربع العشور من کل اربعین درہما درہم ولیس علیک شیء حتی یکون لک ماتتادرہم وحال علیہ الحول ففیہا خمس دلاہم ولیس علیک شئی حتی یکون لک عشرون دینارا فاذا کانت لک وحال علیہ الحول ففیہا نصف دینار فمازاد فبحساب ذالک قال ولاأدری علی رضی اللہ عنہ یقول بحساب ذالک أم رفعہ إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)) بیہقی: کتاب الزکوۃ' باب نصاب الذہب وقدر الواجب فیہ إذا حال علیہ الحول' جلد ٤' صفحہ ١٣٨' ط: نشر السنہ۔

اس حدیث میں سونے اور چاندی پر زکوۃ کے نصاب کا بیان ہے۔ چاندی کے متعلق بعد میں عرض کیا جائے گا۔ سونے کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں زکوۃ نہیں ہے۔ حتی کہ وہ سونا 20 دینار کے اندازے کو پہنچے (یاد رکھنا چاہئے کہ دینار اور مثقال ایک ہی بات ہے اس کا وزن بعد میں عرض رکھا جائے گا۔) پھر جب 20 دینار ہوئے اور ان پر سال گزر گیا آدھا دینار ادا کرنا پڑے گا۔ اور 20 دینار سے جتنا بھی زیادہ ہوگا اس کا وہی حساب لگایا جائے گا یعنی چالیسواں حصہ اور راوی کا یہ کہنا کہ پتہ نہیں کہ ((فمازاد فبحساب ذالک)) کے الفاظ حضور ﷺ کے ہیں یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

ان الفاظ سے کوئی خاص واسطہ نہیں ہے وہ الفاظ آپ ﷺ کے ہیں یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہیں مطلب کے سونے کا نصاب ثابت ہو گیا وہ ہے 20 دینار اس سے کم پر زکوۃ نہیں ہے، اگرچہ کم میں ایک یا آدھا ہی کیوں نہ ہو۔

نصب الرایہ میں حافظ زیلعی لکھتے ہیں کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح (مسلم شریف) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے۔

(2) : ......اسی طرح حافظ ابو محمد بن حزم مشہور محدث ظاہری اپنی مشہور کتاب المحلی میں تحریر فرماتے ہیں اس حدیث کا راوی جریر ثقہ راوی ہے۔ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جو دو راوی عاصم بن ضمرہ و حارث بن عبداللہ ہیں ان سے مسند ذکر کیا ہے۔ چونکہ جریر ثقہ راوی ہے اس لیے اس کی حدیث کو مسند کر کے ذکر کرنا معتبر ہے، لہذا حدیث میں ارسال وغیرہ کی علت پیش نہیں کی جاسکتی اور حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تحسین کی ہے۔

لہذا یہ حدیث اس قابل نہیں ہے کہ اس کو ضعیف گردانا جائے۔ اسی طرح اس حدیث کو ترمذی نے بھی مرفوع ذکر کیا ہے جو کہ ابو عوانہ کے طرق سے ہے اور وہ ابو اسحاق سے روایت کرتا ہے وہ عاصم بن ضمرہ سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

زیادہ سے زیادہ اس حدیث کی علت بیان کی جاسکتی ہے کہ اس کی سند میں ابو اسحاق ہے اور وہ مدلس راوی ہے اور اس حدیث میں عن کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ ''حدثنا'' یا ''سمعت'' کے الفاظ نہیں کہتا۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ تدلیس کی وجہ سے سند میں ضعف ضعیف پیدا ہوتا ہے، نہ کہ سخت ضعف اور اتنا ہلکا ضعف کتنی ہی طریقوں سے دور ہوسکتا ہے۔ مثلا اصول حدیث کے جاننے والوں کو خوب معلوم ہے کہ اگر کسی مرفوع حدیث کی سند میں ایسا خفیف ضعف ہے تو وہ دوسری حدیث اگرچہ وہ مرفوع نہیں موقوف ہو یعنی صحابی کا قول ہو تو اس سے وہ حدیث قوی ہو جاتی ہے اور اس کا ہلکا ضعف رفع ہو جاتا ہے تو بعینہ اسی طرح اس مرفوع حدیث کی سند میں تدلیس کی وجہ سے ہلکا سا ضعف پیدا ہوا ہے۔ جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول موقوف نے جو کہ صحیح سند کے ساتھ ہے اس نے قوی کر دیا ہے۔

لہذا وہ ضعف سے نکل کر حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جائے گی اور حسن لغیرہ حدیث بھی صحیح حدیث کی طرح قابل حجت ہے۔ (کما لا یخفی علی ماہر الاصول)

مگر اس صورت میں ایسی حسن لغیرہ حدیث جو کسی صحیح حدیث کی مخالف ہو تو پھر وہ قابل نہیں ہوتی۔ لیکن اس مسئلہ میں دوسری کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جو اس کے مخالف ہو اس لیے یہ حدیث امام نووی اور حافظ ابن حزم وغیرہما کے مطابق حسن ہے اور قابل حجت ہے۔

(3) : ......ابن ماجہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن ماجہ عبیداللہ بن موسی سے روایت کرتا ہے کہ :

(حدثنا ابراہیم بن اسماعیل عن عبداللہ بن واقد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وعائشہ رضی اللہ عنہا أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاخذ من کل عشرین دینارا فصاعدا نصف دینار و من الأربعین دینارا دینارا)) سنن ابن ماجہ' کتاب الزکاۃ' باب زکوۃ الورق والذہب' رقم الحدیث ١٧٩١۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ 20 دینار میں سے نصف دینار اور چالیس دیناروں میں سے ایک دینار بطور زکوۃ لیتے تھے۔''

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سونے کا کم ازکم نصاب 20 دینار ہے۔ اس لیے آپ نے 20 دینار میں سے آدھا دینار لیا ہے۔

اس حدیث کی سند میں باقی راوی تو صحیح ہیں لیکن ابراہیم بن اسماعیل ایک ایسا راوی ہے جن کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضعیف ہے۔ لیکن چونکہ اسی راوی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اشتہار کیا ہے۔ (باب بدء الخلق) میں پھر کہا جائے گا کہ یہ راوی اتنا ضعیف نہیں ہے بلکہ معمولی ضعف کا حامل ہے۔ ورنہ شدید ضعف کے حامل راوی کے ساتھ امام محدثین، بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسا آدمی اشتہار ہرگز نہیں لیتا۔ بہرحال یہ ساری حدیثیں مل کر کافی قوت اور مضبوطی حاصل کر لیتی ہیں۔ حسن سے کم درجہ کی بالکل نہیں ہیں۔

لہذا یہ قابل حجت ہیں اور جوبات ان سے ثابت ہوتی ہے وہی محقق کا مسلک ہے جس سے معلوم ہوا سونے کا نصاب 20 دینار یا مثقال ہے اب دیکھتے ہیں مثقال کا وزن کیا ہے۔ مثقال کی تول ہے۔ ساڑھے چار ماشہ اس حساب سے 20 مثقال کا وزن ہوگا 90 ماشہ اور 90 ماشہ معنی ساڑھے سات تولے مطلب کہ جس آدمی کے پاس ساڑھے سات تولے سونا ہوگا کسی بھی صورت میں بنے بنائے زیورات یا خالص تو اس پر آدھا مثقال زکوۃ لگے گی یعنی سوا دو ماشہ اگر خالص ہے بنا بنایا زیور نہیں ہے تو وہ دے اگر زیورات وغیرہ بنے ہوئے ہیں تو حساب کر کے اس کی قیمت بطور زکوۃ ادا کرے گا جو موجودہ ہوگی اور اگر وہ سونا ساڑھے سات تولہ سے اوپر ہے تو بھی اس کے مطابق حساب کر کے اس کی ادائیگی کرے گا۔ اور اس حساب سے جو لکھا گیا ہے وہ بالکل آسان اور قابل فہم ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 404

محدث فتویٰ